# قرآن کریم کے مطابق تفقہ فی الدین کا انتظام کریں۔
# نومبائعین کی تربیت کے لئے کلاسز کے اجراء کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 / اگست 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ تلاوت کی۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ (التوبہ: 122)

پھر فرمایا:۔

آج کے خطبہ سے پہلے بھی کچھ اعلان ہونے والے ہیں۔ایک مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ کینیڈا کا ساتواں سالانہ اجتماع آج 19 / اگست سے شروع ہو رہا ہے۔ تین دن جاری رہے گا اور 21 / اگست کو ختم ہوگا۔مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کا پندرھواں ضلعی سالانہ اجتماع بروز جمعرات سے شروع ہو چکا ہے اور آج اس خطبے کے ساتھ اس کا اختتامی اجلاس ہو رہا ہوگا۔اس کے علاوہ دو اعلانات پہلے ہونے سے رہ گئے تھے کیونکہ ہمیں بعد میں اطلاع ملی تھی کیونکہ سب کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے اجتماعات کا ذکر آئے جب تک یہ توفیق ہے یہ سلسلہ جاری ہے یہ نام لئے جاتے رہیں گے۔ لجنہ اماء اللہ USA کا سالانہ اجتماع 12 تا 14 / اگست منعقد ہوا تھا اور مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کوئٹہ کا سالانہ اجتماع 13 اور 14 / اگست کو منعقد ہوا۔

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ مومنوں کے لئے یہ تو ممکن نہیں کہ سب کے سب تبلیغ اور تربیت کے لئے نکل کھڑے ہوں یعنی تمام مومن اپنے سارے دوسرے کام چھوڑ دیں اور کلیۃً اس روحانی جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوں اور ہر طرف دعوت الی اللہ کا کام اس طرح کریں کہ گویا ہر دوسرا کام چھوڑ دیا گیا ہے۔فرمایا یہ ممکن نہیں ہے لیکن یہ ممکن نہیں تو کچھ تو ممکن ہے وہ کیا ہے۔فرمایا:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان میں سے ہر گروہ میں کوئی نہ کوئی طَآئِفَةٌ یعنی ایک جماعت چھوٹی سی، وہ مدینے یعنی مرکز میں پہنچتی لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ تا کہ دین سیکھیں وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ یہاں اگر چہ مدینہ پہنچنے کا ذکر نہیں ہے مگر یہ مفہوم میں داخل ہے۔ چنانچہ اس آیت کا آخری حصہ اس کی وضاحت فرما رہا ہے پھر وہ واپس لوٹیں تو دین سیکھنے کا مرکز تو وہی تھا جہاں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ تھے اس لئے چونکہ یہ بات مفہوم میں داخل ہے اسے واضح کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔تو لفظاً یوں بنے گا کہ کیوں ایسا نہ ہوا کہ مومن تمام کے تمام نکل کھڑے ہوتے۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ پس ایسا کیوں نہ ہوا یا ایسا کیوں نہ ہو کہ ان میں سے ہر ایک جماعت میں سے فرقہ سے مراد یہاں مذہبی فرقہ نہیں ہے بلکہ قومی فرقہ یا مختلف علاقوں کے رہنے والوں کو جو فرقہ فرقہ بٹے ہوئے ایک جگہ رہتے ہیں یعنی آپس میں تو اکٹھے رہتے ہیں مگر ساری امت مسلمہ یکجا نہیں ہوتی بلکہ مختلف حصوں میں بٹ کر رہتی ہے تو یہاں فرقے سے یہ مراد ہے تو مختلف علاقوں کے رہنے والے مختلف قوموں کے رہنے والے ان قوموں سے تعلق رکھنے والے کیوں نہ نکلیں کہ وہ دین کا علم حاصل کریں۔تفقہ میں صرف علم نہیں بلکہ اس کا فہم، اس کا ادراک جس حد تک ممکن ہو اور اس کے ساتھ ساتھ تفقہ میں اس کی حکمتیں پانا بھی شامل ہے۔تو اس طرح علم سیکھیں کہ اس کی حکمتوں سے واقف ہوں، اس کے فلسفہ سے آگاہ ہو جائیں۔جب اس طرح تیار ہو جائیں تو پھر وہ واپس لوٹیں وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ تا کہ وہ اپنی اپنی قوموں کو ڈرائیں۔ اِذَا رَجَعُوْٓا جب وہ واپس جائیں تو واپس کہاں سے جائیں۔کہیں سے آئے تھے تو واپس جائیں گے۔تو مراد یہ ہے کہ سب علاقوں سے ایسے دینی مراکز میں لوگوں کا اکٹھے ہونا ضروری ہے جہاں دین کی تعلیم دی جاتی ہے، دین کی حکمتیں سکھائی جاتی ہیں، مسائل سے تفصیل کے

ساتھ آگاہ کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ آنے والا استاد بننے کے اہل ہو جاتا ہے۔ یہ استاد کا مفہوم اس میں داخل ہے کیونکہ مقصد ہی استاد تیار کرنا بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ طالبعلم آئیں اور سیکھ کے چلے جائیں اپنے ذاتی فائدے کے لئے مختلف علمی مراکز میں پہنچیں۔ فرمایا کہ اس لئے آئیں کہ واپس جائیں تو اپنی قوم کے معلم بن جائیں اور ان کو دین سکھائیں اور اس ہلاکت سے ڈرائیں جس میں وہ مبتلا ہیں لیکن انہیں ابھی علم نہیں کہ وہ ہلاکت میں مبتلا ہو چکے ہیں لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ شاید کہ وہ بچ جائیں۔ اگر ان کو اچھی طرح سمجھایا جائے کہ بات کیا ہے تو ان کے لئے امکان پیدا ہو گا کہ وہ بچ جائیں۔ یہ وہ دور ہے جبکہ کثرت کے ساتھ لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے اور یہ ممکن نہیں تھا کہ مرکزی معلمین ہر جگہ پہنچ کر ان کی تربیت کر سکتے، ان کو دین سکھا سکتے اور مسائل سمجھا سکتے۔ ایسی صورت حال کا حل یہ پیش فرمایا گیا ہے اور آج جماعت احمدیہ بعینہٖ اس دور میں سے گزر رہی ہے۔ اس کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انعامات کے پھلوں کی بارش ہو رہی ہے کہ انہیں سنبھالنا ایک بہت بڑا کام ہے اور وہ پھل جو سنبھالا نہ جائے وہ ضائع ہو جایا کرتا ہے۔ پس اب یہ فکر کا دور ہے اور اس فکر کا حل قرآن کریم نے چودہ سو برس پہلے سے ہمیں بتا رکھا ہے۔ تمام دنیا میں جہاں جہاں کثرت سے لوگ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں وہاں ان ملکوں میں مرکزی دینی تربیت گاہیں قائم کرنا ضروری ہے جو تمام سال کام کرتی رہیں۔

گزشتہ سال میں نے نصیحت کی تھی کہ پہلے تین مہینے آنے والوں کی تربیت کے لئے وقف کریں لیکن جب میں نے قرآن کریم کے اس مضمون پر دوبارہ غور کیا تو مجھے یہ سمجھ آئی کہ یہاں دو تین مہینے کی بات نہیں بلکہ ایک دائمی جاری و ساری نظام کا ذکر ہے جو ایک دفعہ جاری ہو گا تو رکے گا نہیں اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ پس تربیتی کلاسز جن کا انعقاد ہوتا ہے اور جو لوگ چاہتے ہیں کہ ان کا ذکر بھی چلے ان کو میں سمجھا رہا ہوں کہ ہر ملک میں ایک دائمی جاری رہنے والی تربیتی کلاس کا انتظام کرنے کی قرآن نے ضرورت بیان فرمائی ہے اور قرآن جب ضرورت بیان فرماتا ہے تو وہ لازماً ضرورت حقہ ہوتی ہے وہ ایسی ضرورت ہوتی ہے کہ اسے نظر انداز کیا جائے تو یقیناً شدید نقصان پہنچتا ہے۔ پس اب تربیت اور تبلیغ کے کام الگ الگ نہیں رہے بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ مدغم ہو چکے ہیں اور قرآن کریم کی اسی آیت نے اس مضمون کو بھی کھول کر بیان فرما دیا وہ تربیت حاصل کریں گے دین کو اچھی طرح

سمجھیں گے، دین میں ان کو استحکام نصیب ہوگا اور پھر بہترین داعی الی اللہ بننے کے لئے واپس لوٹیں گے یا داعی الی اللہ بن کر واپس لوٹیں گے تو تربیت اور تبلیغ کو الگ الگ، ایک دوسرے سے جدا دو مضامین کے طور پر پیش نہیں فرمایا بلکہ دونوں کو ایک دوسرے میں مدغم کر دیا ہے۔ تربیت کرنے والوں کو سمجھایا کہ انہوں نے قبول تو کر لیا مگر ہوسکتا ہے دین ان میں پوری طرح جذب نہ ہوا ہو یا وہ دین میں پوری طرح ڈوبے نہ ہوں۔ پس تفقہ کا ذکر فرمایا لِیُعَلِّمُوْ نہیں فرمایا کہ سکھائیں ان کو وَلِيَتَعَلَّمُوْ نہیں فرمایا کہ وہ سیکھیں بلکہ یتفقھو کا مطلب ہے وہ دین کی حقیقت کو سمجھ جائیں اس غرض سے اکٹھے ہوں اس کی حکمتوں کو جان لیں، اس کے مسائل کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ اس کے بعد پھر ان کے متعلق شیطان کے لئے ممکن نہیں رہے گا کہ وہ ان کو پھسلا سکے۔ پس حقیقت میں جو فہم اور ادراک کا استحکام ہے اس سے بڑا کوئی استحکام نہیں۔ عروہ وثقی پر ہاتھ ڈالنا کہ پھر وہ کبھی اس سے جدا نہ ہو سکے یہ رشد و ہدایت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ایسی واضح رشد و ہدایت کہ کھرے کھوٹے میں پوری طرح تمیز ہو چکی ہو اس کے بعد ایسے شخص کو کوئی پھسلا سکتا ہی نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ کوششیں ہوں گی جیسا کہ ہو رہی ہیں کہ بے حد روپیہ دے کر لالچیں دے کر ان لوگوں کو اپنی طرف کھینچا جائے۔ کوششیں ہوں گی اور ہو رہی ہیں کہ جماعت احمدیہ کے متعلق یک طرفہ غلط فہمیاں پھیلائی جائیں مگر وہ لوگ جو دینی مراکز میں جا کر تفقہ حاصل کر چکے ہوں وہ شیطان کی حد استطاعت سے باہر چلے جاتے ہیں۔ شیطان کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ انہیں پھسلا سکے کیونکہ وہ اس حد تک سیکھ چکے ہیں کہ جب واپس جاتے ہیں وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ وہ تو اب منذر بن کے، نذیر بن کے واپس جا رہے ہیں تو وہ تو لوگوں کو ڈرانے کی صلاحیت حاصل کر کے واپس جا رہے ہیں ان کو کوئی کس چیز سے ڈرا سکتا ہے۔

پس تفقہ سے مراد ایسا تفقہ ہے کہ دین میں اتنا گہرا استحکام ہو جائے اور مسائل اس طرح دلوں میں اتر چکے ہوں کہ اس کے بعد ان کے دلوں میں ولولہ پیدا ہو کہ کاش ہم واپس جائیں اور اپنی قوم کو بتائیں کہ ہم کیا دیکھ آئے ہیں اور تم کن باتوں سے محروم ہو اور اگر اسی طرح تم اسی حالت میں زندگی بسر کرتے رہے تو تمہارے لئے ہلاکت یقینی ہے، یہ انداز ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ یہاں تبشیر کا کوئی ذکر نہیں ہے حالانکہ تبلیغ کے لئے زیادہ تر تبشیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس ضمن میں میں

ایک دفعہ پہلے بھی جماعت کو متوجہ کر چکا ہوں کہ ہمارے ہاں تبشیر کہتے کہتے انذار کا تصور دماغ سے نکل ہی گیا ہے حالانکہ قرآن کریم ہر جگہ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا، بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا کہتا جاتا ہے اور مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا بیان فرماتا ہے اور دونوں کو اس طرح اکٹھا کرتا ہے جس طرح مکے مدینے، مکے مدینے لوگ کہتے ہیں ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ دونوں کا فاصلہ کتنا ہے لیکن ہمارے ملکوں میں لفظ مکے کے ساتھ مدینہ خود بخود سے نکل جاتا ہے۔ تو بشیر اور نذیر کو اس طرح جوڑ جوڑ کر بیان فرمایا ہے کہ اس میں تو فاصلہ بھی کوئی نہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بشیر وہی ہے جو نذیر بھی ہو اور یہ دونوں اس طرح ایک دوسرے کے سامنے پول بنے ہوئے ہیں ایک دوسرے کے سامنے قوتوں کے مرکز بنے ہوئے ہیں کہ ایک کو ہٹاؤ تو دوسرا ہٹ جائے گا۔ کوئی ماں تربیت نہیں کر سکتی اپنے بچے کی اگر وہ مبشرہ ہی ہو اور نذیرہ نہ بنے۔ کوئی باپ اپنے بچے کی تربیت نہیں کر سکتا اگر وہ نذیر ہی بنا رہے اور مبشر نہ ہو تو اس طرف دھیان چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے یونہی تو نہیں بے وجہ بار بار بشیر نذیر، بشیر نذیر کہہ کہہ کر سارے قرآن میں ان دو تصورات کو ایسا باندھ دیا کہ ایک دوسرے سے جدا ہو ہی نہیں سکتا۔ شاذ کے طور پر بعض ایسے محل پہ جہاں تبشیر کے مضمون کا ذکر اقتضائے حال کے مطابق نہیں تھا جہاں نذیر کا لفظ ضروری تھا وہاں نذیر کو اکیلا بیان فرمایا گیا ہے بعض دوسرے مواقع پر جہاں وقت کا تقاضا تھا کہ وہاں صرف بشارت کا مضمون بیان ہو وہاں بشیر کا ذکر فرمایا گیا۔ لیکن بالعموم بشیر اور نذیر دونوں کو آپس میں ایک دوسرے سے ایسے رشتے میں باندھا گیا ہے کہ وہ ٹوٹ نہیں سکتا ایک تصور کے ساتھ دوسرا ازخود ابھر آتا ہے۔ تو میں جماعت کو پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں کہ آپ بشیر ہی بنے رہیں گے یا نذیر بھی بنیں گے ساتھ اور بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں جب نذیر کا دور چلتا ہے اور بشیر سے بڑھ کر نذیر بننا پڑتا ہے ورنہ قوم بچ نہیں سکتی۔ اسی لئے جلسہ سالانہ میں میں نے کہا گیارھواں سال ہونے کو آیا بشیر بنتے بنتے اب کچھ نذیر بھی تو بنو۔ کچھ ان کو بتاؤ کہ ہماری دعائیں کیا اثر رکھتی ہیں اور تمہیں ہلاکت سے جن چیزوں نے بچا رکھا تھا ان میں ہماری دعائیں بھی شامل تھیں۔ اگر یہ پردہ اٹھا تو تم میں جو بدبخت ہیں وہ ضرور سزا پائیں گے اور بدنصیبی ہوگی کہ ان کے ساتھ قوم بھی ڈوب جائے۔

پس قوم کو بچانے کے لئے یہ تبشیر کا ایک خاص پہلو ہے کہ اس کو بچانے کے لئے ڈرایا جاتا ہے اور جب وہ ڈر جاتے ہیں تو پھر اس خوف میں سے بشارت نکلتی ہے۔ آپ کسی کو بتائیں کہ اس

رستے پر ڈاکو پڑتے ہیں، یہاں سانپ بچھو ہیں یا مہلک جانور ہیں تو بظاہر تو یہ ڈرانا ہے لیکن ایسا ڈرانا کہ اگر اس کے فائدے اٹھائیں تو اس میں بشارت مضمر ہے خود بخود اس کی کوکھ سے خوشی نکلتی ہے اور اسی کا نام بشارت ہے۔ چنانچہ جب کوئی واقعہ ہو جائے مثلاً آپ کہتے ہیں کہ یہ بس خطرناک ہے یہ ڈرائیو بڑا خطرناک ہے اس پر نہ بیٹھو اور کوئی نہیں بیٹھتا اور اس بس کو حادثہ پیش آ جاتا ہے تو دیکھیں کتنی مدت گھروں میں باتیں ہوتی ہیں کہ دیکھو اللہ نے کیسا بچایا، عین وقت پر ہمیں تنبیہ کر دی گئی اور ہم بچ گئے تو ایک وقت کا ڈرانا عمر بھر کی خوشخبری بن جایا کرتا ہے۔ تو نذیر کے اندر بھی تبشیر کا مضمون داخل ہے پس اس پہلو سے نذیر بننے کے دن آ چکے ہیں، ضرورت ہے کہ ہم اپنی قوم کو ہر جگہ خصوصیت سے ان علماء کو ڈرائیں جنہوں نے فتنوں کی حد کر دی ہے، ہر حد سے تجاوز کر چکے ہیں پوری طرح بے حیا ہو چکے ہیں، جانتے ہیں کہ جھوٹ ہے بولے چلے جاتے ہیں ان میں سے ہر ایک ایسا ہے اگر ہر ایک نہیں تو بھاری اکثریت ایسی ہوگی کہ اگر ان کو خدا کا خوف دلا کر اپنے بچوں کی قسم دی جائے اور کہا جائے کہ بتاؤ کیا جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** میں محمد رسول اللہ ﷺ سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں تو مجھے یقین ہے کہ اکثر ان میں سے قسمیں نہیں کھائیں گے۔ جب ان کو مباہلے کے چیلنج دیئے گئے تھے تو سارے بہانے کر کے دوڑ گئے تھے کیونکہ وہ ایسی ہی باتیں تھیں جو بیان کی گئی تھیں۔ میں نے ان کو بتایا کہ تم کہتے ہو فلاں تحریر سے یہ نکلتا ہے۔ فلاں تحریر سے یہ نکلتا ہے، میاں بشیر احمد صاحبؓ نے یہ تحریر لکھی جس کا یہ مطلب نکلتا ہے، حضرت مصلح موعودؓ نے یہ کتاب لکھی اس کا یہ مطلب نکلتا ہے۔ ہزار جھوٹے مطالب نکال کر جو جماعت احمدیہ کے عقائد کے برخلاف ہیں اور ایک بھی احمدی ان تحریروں سے وہ مطلب نہیں نکالتا، نہ ان مطالب پر ایمان رکھتا ہے۔ اگر تم واقعۃً خدا کے حضور سچے ہو اور کہتے ہو کہ ہاں یہی سچ ہے جو ہم کہہ رہے ہیں اور ہر احمدی کا یہ عقیدہ ہے تو پھر میں مباہلے کے لئے تمہیں بلاتا ہوں اسی بات پر مباہلہ کر لو۔ دیکھو کیسے کیسے بہانوں سے فرار کئے۔ فلاں جگہ پہنچو اور فلاں جگہ آؤ اور ایسی شرطیں باندھیں کہ جانتے تھے کہ یہ شرطیں نامعقول ہیں اور نہ ان کو کوئی پورا کرے گا اور اگر کرتے بھی تو انہوں نے دوڑ جانا تھا وہاں سے۔ پس یہ حالت ہے ان کے نفس ان کو مجرم بنائے ہوئے ہیں ان کے نفس ان کو بتاتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو اور ساری دنیا اب یہ کہنے لگ گئی ہے۔ پاکستان سے جو لوگ آ رہے ہیں کئی دفعہ ان سے بات ہوئی تو وہ

کہتے ہیں کہ پہلے تو اس طرح کھل کر لوگ نہیں کہا کرتے تھے مگر اب ایک ایسا دور آ گیا ہے کہ جب عام مجالس میں یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ مولوی جھوٹا ہے اور احمدی سچے ہیں۔

ایک ایسے غیر احمدی نے جو اونچے طبقے میں پھرنے والے ہیں انہوں نے بیان کیا اپنے ایک عزیز دوست سے جس نے مجھے یہ روایت پہنچائی۔ اس نے کہا کسی جگہ بات ہو رہی تھی تو ایک صاحب جو کافی بارسوخ تھے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا سچی بات یہ ہے کہ اگر مسلمان ہے تو احمدی ہے باقی سب جھوٹ ہے۔ محض ڈھکوسلے ہیں، مولویوں نے فساد بنائے ہوئے ہیں اسلام کہیں نہیں ہے ان کے پاس۔ اگر اسلام ہے تو احمدیت میں ہے تو وہ دور آ چکا ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کے مطابق آراء نے تبدیل ہونا تھا اور آسمان سے آراء تبدیل کرنے کی ہوائیں چل چکی ہیں۔ پس یہ وہ دور ہے کہ ان شریروں کو جو باز نہیں آ رہے بتایا جائے کہ اب اگر تم اس حرکت سے باز نہیں آؤ گے تو تمہارے لئے ہلاکت ہے اور یہ انذار کرنے والے پُرانوں ہی میں سے نہیں نئوں میں سے پیدا ہوں۔ یہ جو دور ہے یہ ایک لحاظ سے تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آج کے حالات پر صادق آ ہی رہا ہے مگر قرآن کریم کی جو آیت میں نے پڑھی ہے اس کا مضمون زیادہ وسیع ہے۔

قرآن کریم یہ بتا رہا ہے کہ ایسے دور آتے ہیں جب کہ کثرت سے لوگ حق کو قبول کرنے لگ جاتے ہیں اور جب وہ کرتے ہیں تو اس کے نتیجے میں خطرات پیدا ہوتے ہیں ان خطرات میں سے سب سے پہلے یہ خطرہ ہے کہ ان لوگوں کو حق قبول کرنے کے بعد کوئی بہکانے کی کوشش نہ کرے اور یہ جو سلسلہ چل پڑا ہے اس کا رخ نہ بدل جائے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ اس عظیم دور کا رخ ہمیشہ ترقیات کی سمت جاری رہے تو قرآن کریم فرما رہا ہے کہ ضروری ہے کہ ان سب نئے آنے والوں کو ایسے مراکز میں بلاؤ جہاں دین کی تربیت دی جا رہی ہو۔ **تفقہ فی الدین** ہو اور اس حد تک ان کو دین کے مسائل سے آگاہ کرو، اس کی حکمتوں سے آگاہ کر دو کہ ان کے دل میں ایک ولولہ پیدا ہو جائے وہ محض مصنوعی طور پر ایک طالبعلم کے طور پر نہ بیٹھے رہیں، ان کے دل میں یہ جوش اٹھے کہ اب تو ہمیں استاد بننا چاہئے کہ جلدی واپس جائیں اور اپنی قوم کو ڈرائیں کہ وقت آ گیا ہے۔ جب قبولیت کی ہوا چلتی ہے تو انکار کرنے والوں کی پکڑ کے دن بھی آیا کرتے ہیں یہ بھی بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا کا ایک مضمون ہے جس کو تاریخ ثابت کرتی ہے۔ پس یہ دور ہے جس میں ہم داخل ہوئے ہیں۔ بشارت

کے نتیجے میں جو چلے آئیں گے وہ بچائے جائیں گے۔ جو بشارت کے دور میں بھی ہوائیں چلنے کے باوجود رکیں گے ان کی سزا کا وقت آ گیا ہے۔ پس یہی لوگ جنہوں نے بشارت کے نتیجے میں حق کو قبول کیا ان کی ایسی تربیت کرو، ان کے دلوں میں ایسے ولولے بھر دو کہ بے چین ہو ہو کر واپس لوٹیں کہ ہم جا کر اپنی قوم کو بھی یہ خبر دیں اور یہ بات ایسی سچی ہے کہ بارہا میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اس کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ ربوہ کے جلسوں کے دوران بھی اور اب بھی بسا اوقات ایسے آدمی جو بہت دور سے سفر کر کے پہلی دفعہ جلسوں میں شرکت کے لئے آئے جب ان سے میں نے تاثر پوچھا تو بالکل اس آیت کے مصداق تأثر تھا۔ ایک نے کہا کہ اب تو میرا دل چاہتا ہے کہ جلدی واپس جاؤں۔ میں نے کہا کیوں اتنی جلدی کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہماری قوم جو محروم بیٹھی ہے میں جا کر بتاؤں تو سہی کہ کیا دیکھ کے آیا ہوں اور کن چیزوں سے وہ محروم ہے۔ پس لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ میں یہ مفہوم ہے جو بار بار ہم اپنی آنکھوں کے سامنے حقیقۃً پورا ہوتے بھی دیکھتے ہیں۔

پس تمام دنیا میں تمام جماعتیں ایسے مستقل مراکز قائم کر دیں جہاں نئے آنے والوں کے کچھ کچھ نمائندہ سارا سال تربیت پاتے رہیں۔ لمبے تربیتی پروگرام نہیں بنانے۔ سردست چھوٹے چھوٹے بنانے ہیں مگر ایسے بنانے ہیں کہ تفقہ' کا حق ادا ہو جائے۔ مثلاً موٹے مسائل میں سے ایک وفات مسیح کا مسئلہ ہے اس مسئلے کو اگر سمجھا دیا جائے تو اس کی اہمیت بھی خوب ابھر کر روشن ہو کر آنکھوں کے سامنے آتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں وفات مسیح سے کیا فرق پڑتا ہے مرے عیسیٰ زندہ رہے اب تو یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ کہتے ہیں ٹھیک ہے مر گیا تو مر گیا زندہ ہے تو زندہ ہے ہمیں کیا۔ کہ تمہیں کیوں نہیں۔ تمہاری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے عیسیٰؑ کی زندگی اور موت کا نہیں امت محمدیہؐ کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بارہا کھول کھول کر یہ بات واضح فرمائی کہ وہ امت ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے آخر پر مسیح ابن مریم ہوگا۔ ایک موقع پر فرمایا جس کے اول میں میں ہوں اور آخر پر مسیح ابن مریم اور ان لفظوں میں نہیں مگر اس مفہوم کو بار بار اس شدت اور اس زور کے ساتھ بیان فرمایا کہ سوائے اس کے کہ کسی کا نفس مجرم ہو چکا ہو اور کہے میں نے نہیں ماننا۔ حضرت عیسیٰؑ کے آنے کے عقیدے سے کوئی شخص بھی جو حقیقۃً آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کا احترام اپنے دل میں رکھتا ہے انکار نہیں کر سکتا، ناممکن ہے۔ جو بھاگتے ہیں بظاہر رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی ماننے سے انکار کر رہے

ہیں۔اصل میں جماعت احمدیہ سے بھاگ رہے ہوتے ہیں کیونکہ ان کے لئے چارہ ہی کوئی نہیں، بیچاروں کے لئے اتنا خوف ہے کہ یہ اگر مان لی رسول اللہ ﷺ کی بات تو جماعت کو ماننا پڑے گا، مسیح موعودؑ کی صداقت ماننا پڑے گی۔اس لئے رسول اللہ ﷺ کو بھی چھوڑ جاتے ہیں۔اس حد تک ان کے دلوں میں بغض بڑھ چکے ہیں اور اصل خوف کی وجہ یہی ہے ورنہ وفات مسیحؑ کے عقیدہ سے بذات خود نفرت نہیں رکھتے تھے یہ لوگ۔

اب صورت حال یہ ہے کہ جوں جوں وقت گزر رہا ہے اس عقیدے کو دوبارہ کھول کر پیش کر کے اس کی حکمتیں بیان کرنا ضروری ہے اور تفقہ' اس سلسلے میں یہ ہوگا کہ ہر آنے والے کو سمجھایا جائے کہ تم نے کیا عقیدہ چھوڑا ہے کیا قبول کیا ہے، باقی مسلمان یہ مانتے ہیں اور تم یہ ماننے لگے ہو۔ان کے وہ ماننے کے بدنتائج کیا ہیں اور تمہارے یہ ماننے کے اچھے نتائج کیا ہیں اور اگر اس بات کو قوم نہیں سمجھے گی تو ہلاک ہو جائے گی کیونکہ جو بچانے والا تھا وہ تو آ بھی چکا اور اگر اس حال میں گزر گیا کہ تمہاری زندگیاں ختم ہوئیں اور تم نے اس کو نہ پہچانا تو تمہاری ہلاکت یقینی ہے اور لفظ ہلاکت خواہ کیسا ہی تکلیف دہ دکھائی دے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہی لفظ استعمال فرمایا ہے۔ کَيْفَ تَهْلِكُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ کس طرح ہلاک ہوگی یہ امت اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ آخِرُهَا اول پہ میں کھڑا ہوں اور آخر پہ مسیح آنے والا ہے یہ کیسے ہلاک ہوسکتی ہے اور اگر نہ آیا آخر پر تو ہلاک ہو جائے گی اور آیا اور نہ پہچانا گیا تب بھی ہلاک ہو جائے گی۔تو زندگی اور موت تو بظاہر عیسیٰؑ کی ہے مگر حقیقت میں امت مسلمہ کے آخری دور کی زندگی اور موت کی بحث چل رہی ہے۔انہیں یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ ہوش کے ناخن لو عقل سے کام لو مسیح کی اہمیت کو پہلے سمجھو اگر تم اس عقیدے پر قائم رہے کہ مسیح وفات نہیں پاچکے زندہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر تمہارے لئے لازم ہے کہ دعائیں کرو کہ جلد خدا ان کو آسمان سے اتارے اور اس کی اہمیت لوگوں کے سامنے بیان کرو۔

علماء کو جب میں نے چند سال پہلے یہ کہا تو ایک مولوی نے بھی یہ اعلان نہیں کیا۔اس طرح یہ بھاگتے ہیں مباہلوں سے بھی بھاگتے ہیں، حقیقی سچے استدلال سے بھی بھاگتے ہیں۔میں نے کھلے عام مولویوں کو جلسے پر دعوت دی تھی کہ دیکھو تم سارے اصرار کر رہے ہو اور کتابیں لکھ رہے ہو کہ مسیح فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ جسم سمیت آسمان پر چڑھایا گیا۔وہاں اپنے دوبارہ اترنے کا انتظار کر رہا ہے

اور امت محمدیہ کو یہ خوش خبری دے رہے ہوا پنی طرف سے کہ وہ ضرور آئے گا اور جب وہ آئے گا تو یہ سارے جھوٹے ادیان جو دعویدار بنے پھرتے ہیں یہ سب باطل ہو جائیں گے اور صفحہ ءِ ہستی سے مٹا دئے جائیں گے اور مسلمانوں کے سارے درد دور ہو جائیں گے، ساری مصیبتیں دور ہو جائیں گی اور سارے مسائل حل ہو جائیں گے اور مسیح ہی سے ہماری آخری زمانے کی بقا ہے اور اس کے آنے کے نتیجے میں ہم دوبارہ زندگی کے سانس لینے لگیں گے۔ یہ ہے کھلی کھلی تعلیم۔تو میں نے ان کو سمجھایا، میں نے کہا یہ بات سچی ہے نا تم جانتے ہو۔ یہ تو میں تمہاری طرف کوئی جھوٹ منسوب نہیں کر رہا اور اگر سچی ہے تو اتنی اہم ہے کہ ضرورت ہے کہ سب دنیا کو بتاؤ یہ نئی تحریکات کیا چلا رہے ہو۔اس بگڑے ہوئے دور میں اگر وہ تریاق نہ آیا جس سے بیمار نے بچنا ہے تو تمہاری ساری کوششیں بے کار جائیں گی اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر یہ بیمار مر جائیں گے۔ یہ حضرت محمد رسول اللہ کا پیغام ہے تمہارے نام۔ میری بات نہیں مانتے اس پیغام کو تو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔ آنحضورؐ فرما رہے ہیں کہ اس آخری زمانے کے مسلمانوں کی بیماریوں کا تریاق مسیح ہے۔ وہ نازل ہوگا تو یہ بیماریاں دور ہوں گی ورنہ نہیں ہوں گی تو کیوں نہیں بتاتے کہ مودودی جھوٹے ہیں۔ کیوں نہیں بتاتے کہ منہاج القرآن کی تحریکات اور ایک نام اور دوسرے نام کی تحریکات یہ ساری لغو باتیں ہیں بے معنی باتیں ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی کی کوششیں محض ڈالروں کو آگ لگانے والی بات ہے۔ کچھ نہیں بنے گا ان سے جب تک مسیح نہیں اترے گا۔ اگر یہ جھوٹ ہے نعوذ باللہ من ذٰلک اور تم یہ جھوٹ سمجھتے ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ سے اپنا رشتہ توڑ لو کیوں کہ آپؐ نے فرمایا ہے۔ نہ مسیح موعودؑ نے نہ میں نے۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آخری زمانے میں تمہارے بچنے کا دارو مسیح کے ہاتھ میں ہے اس کے سوا کہیں نہیں ہے۔ اتنی اچھی طرح سمجھا کر بات بتا کر میں نے ان سے اپیل کی کہ اب آسمان سے اتارنا تو تمہارے بس میں نہیں ہے تم سے اڑھائی گز کی چھلانگ بھی نہیں ماری جاتی۔ آسمان پر کہاں پہنچو گے اور یہ بھی نہیں پتا کہ وہ کس ستارے میں بیٹھا ہوا ہے اور ہر ستارہ اتنی دور ہے کہ اگر تم روشنی کے کندھوں پر بیٹھ کر ان ستاروں کی طرف سفر اختیار کرو تو لاکھ لاکھ سال تک سفر کرتے رہو تب بھی وہاں نہیں پہنچو گے کیونکہ زمین کے اکثر ستارے ہم سے ان سے بھی زیادہ دور ہیں۔ تو کہیں تو ہے نا آخر اور تم کہتے ہو اور تم سچے ہو کہ مسیحؑ کسی ستارے میں کہیں چھپ کر بیٹھا ہوا ہے۔ اب یہ نہیں پتا Dark Matter میں ہے یا Light Matter میں ہے۔

کہاں ہے؟ تو اول تو پاکستان کے سائنس دانوں کو، سعودی عرب کے سائنس دانوں کو اتنے بڑے مسئلے میں تحقیق کرنی چاہئے۔کیسی ظالمانہ بات ہے سچ مانتے ہیں اور ایسا سلوک کرتے ہیں جیسے جھوٹی کہانی ہو۔ یہ امر واقعہ ہے یہ کھول کھول کر میں نے بات اس لئے سمجھائی کہ ان کے دلوں کا جھوٹ خود ان کے سامنے کھل کر باہر آ جائے۔عقیدہ وہی ہے جو میں بتا چکا ہوں اور اس سے سلوک وہ ہے جیسے جنوں بھوتوں کی کہانیوں سے سلوک ہوتا ہے۔ ہو تو تب کیا نہ ہو تب کیا، ہمیں کیا فرق پڑتا ہے؟ تو صاف پتا چلتا ہے کہ ہر مولوی کا دل گواہ ہے کہ سب جھوٹی کہانی ہے جس میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں یوں نہیں ہوگا اور اگر سچی ہے تو پھر فکر کیوں نہیں کرتے۔ گنجے سر کے علاج کے لئے تو لوگ اتنا خرچ کر دیتے ہیں اور اتنا روپیہ برباد کیا جاتا ہے۔معمولی معمولی بیماریوں کی تحقیق پر اتنا روپیہ خرچ ہو جاتا ہے۔ساری امت مسلمہ کی روحانی بیماری کا مسئلہ ہے اسے ٹھیک کرنے کے لئے جو معالج مقرر ہے وہ دیر کر رہا ہے، نسلوں کے بعد نسلیں مر رہی ہیں۔تم دوسرے تریاق ڈھونڈتے پھرتے ہو۔ جانتے ہو کہ اصدق الصادقینؐ نے فرمایا ہے کہ کوئی انسانی تریاق کام نہیں دے گا جب تک آسمان سے یہ اترنے والا نہیں اترے گا اس وقت تک یہ امت بچائی نہیں جاسکتی اور پھر فکر نہیں کرتے۔

تو میں نے سمجھایا، میں نے کہا دیکھو اور کچھ نہیں تو دعا کرو اور جب دعا کرو تو دجال کو نہ بھولنا کیونکہ مسیح سے پہلے دجال کا ذکر ہے۔تمہیں تو دجال ہی نظر نہیں آیا، تم نے مسیح کو کہاں سے دیکھ لینا تھا۔دجال کا ذکر ہے اور دجال کے متعلق فرمایا ہے کہ ایسا ہوگا، ایسا ہوگا اور اتنا لمبے قد کا، ایک آنکھ والا یعنی دائیں آنکھ اس کی کانی اور بائیں آنکھ روشن۔وہ لمبی تفصیلات ہیں جو میں بارہا آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں، کھول کر بیان کیں، علماء کو بتایا کہ دیکھو یہ دجال مسیح سے پہلے آنا ہے پھر مسیح آئے گا۔تو مسیح کی فکر ہے تو دجال کی فکر کرو پہلے۔اور دجال آئے گا تو اس نے سوار کس پر ہونا ہے گدھے پر سوار ہونا ہے اور ایسے گدھے پر جس کے دو کانوں کے درمیان ستر ہاتھ کا فاصلہ ہے۔جس کا قد اتنا اونچا ہے کہ وہ Cloud Line جس کو کہتے ہیں اس سے بھی وہ اوپر ہے اور اس کی رفتار ایسی ہے کہ وہ ہوائی جہازوں کو مات کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں مشرق سے قدم اٹھائے گا وہ گدھا۔ ایک پاؤں مشرق میں تو دوسرا مغرب میں Land کرے گا۔جس طرح ہوائی جہاز چلتے ہیں روزانہ مشرق سے اٹھتے ہیں اور مغرب میں لینڈ کر رہے ہوتے ہیں وہی نقشہ ہے۔مگر جس کو دکھائی نہ دے

ان کو میں بتا رہا ہوں۔ دجال کی تو آنکھ کانی ہوئی چلو، تمہاری آنکھ کو کیا ہو گیا ہے تمہیں کیوں نہیں دکھائی دیتا۔ لیکن نہیں دیتا تو پھر دعا کرو، دہائی ڈالو، شور مچاؤ، اندھے بے چارے نہیں چل سکتے تو پوچھتے تو ہیں نا کہ آؤ بھئی ہمیں رستہ دکھاؤ تو یہ بھی نہیں کر رہے۔ دہائیاں دو خدا کے حضور گریہ وزاری کرو اور قوم کو متوجہ کرو۔ قوم کو کہو دیکھو تم مر رہے ہو اور مرتے چلے جاؤ گے کوئی اور طاقت تمہیں بچا نہیں سکتی ہم جھوٹ بولتے تھے اگر ہم کہتے تھے کہ ہمارے پاس آؤ ہم تمہیں بچالیں گے۔

خاتم النبیین والے مولوی بنے ہوئے ہیں ان کو اعلان کرنا چاہئے تھا کہ ہماری توبہ، ہم کون ہوتے ہیں تمہیں ان کے حملوں سے بچانے کے لئے جن کو ہم سمجھتے ہیں کہ خاتم النبیینؐ پر حملہ ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر بچانے والا ہے تو آسمان پر بیٹھا ہوا ہے پہلے اس کو اتارو ساری قوم گریہ وزاری کرے، صدقے دے، دعائیں کرے، اور دعاؤں کا مضمون گدھے سے شروع ہو گا۔ یہ دعا کرے اے اللہ وہ گدھا تو پیدا کر دے جس کی پیٹھ پر سوار ہو کر دجال نے سفر کرنے ہیں تا کہ اگر ہمارا داؤ چلے تو گدھا ہی مار دیں۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری اور دجال سے دنیا کا پیچھا چھڑائیں مگر خیر اگر یہ مقدر نہیں ہے تو گدھا پیدا تو کر۔ وہ آگ کھا کے چلے اور اتنے لمبے لمبے سفر کرے اور وہ پیٹھ پر گندم کے پہاڑ لاد کر غریب قوموں کی مدد کے لئے نکلے۔ یہ اب کچھ نظر نہیں ان کو آرہا۔ ابھی سب ہونا ہے تو پھر واویلا کریں کہ اے خدا اس گدھے کو پیدا کر جس کے بعد پھر دجال آئے وہ سواری کرے پھر ہمیں خوب مارے یہاں تک کہ ہم سب مٹ جائیں صرف ستر ہزار باقی رہ جائیں اور ان کے ناکوں میں بھی دھواں چلا جائے دجال کا۔ جب یہ سب کچھ ہو جائے تو پھر ہم کہیں گے اے خدا مسیح کو اتار۔ تو سب کچھ تو ہونے والا پڑا ہوا ہے، تمہیں ہوش ہی کوئی نہیں مسیح کے لئے دعائیں نہیں کر رہے اس لئے سارے جھگڑے ایک طرف چھوڑو اور مسیح کو پکارو آسمان سے اور مسیح کے آنے کی تیاری کرو یعنی گدھا مانگو، دجال مانگو اور پھر ان کی ہلاکت کی دعائیں کرو گے تو وہ مریں گے جب پیدا ہی نہیں ہوئے انہوں نے مرکہاں سے جانا ہے بیچاروں نے۔

یہ مضمون سمجھایا تھا اور جب غیر احمدی مجالس میں آیا کرتے تھے اور مجھ سے باتیں سنتے تھے تو ہنس پڑتے تھے۔ میں حیران ہو کے ان کو دیکھتا تھا، اتنا سنجیدہ عقیدہ میں بیان کر رہا ہوں یہ ہنس رہے ہیں۔ بعض لوگ قہقہے مارنے لگ جاتے تھے۔ پھر جاتے اسی مولوی کے پاس ہیں جو خدا تعالیٰ کی بیان

کردہ حکمتوں کا یوں حلیہ بگاڑ کے رکھ دیتے ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے تو قہقہے مارتے ہیں، ہنستے ہیں، مذاق اڑاتے ہیں لیکن ان مولویوں کا اپنا یہ حال ہے کہ یہ ان عقیدوں کو دل سے تسلیم نہیں کرتے اگر کرتے ہیں تو جو میں کہہ رہا ہوں وہ سب کچھ کر دکھاتے۔ ایک عظیم قوم کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہو اور اس سے اس طرح انسان ہلکے پھلکے انداز سے سلوک کرے کہ ٹھیک ہے جی مر گیا تو مر گیا، زندہ ہے تو زندہ ہمیں کیا۔ تمہیں کیا! تم نے مرجانا ہے اگر وہ مر گیا تو۔ وہ نیچے آئے بغیر مر گیا تو تم سارے زمین پر پڑے پڑے مر جاؤ گے کیونکہ تمہاری زندگیاں اس کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔

تو اس کو کہتے ہیں تفقه في الدين اور قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ وہ جو نئے آنے والے ہیں ان کو بلاؤ تفقہ کروان کے لئے لِّيَتَفَقَّهُوْا تا کہ وہ تم سے تفقہ سیکھیں۔ ان کے دماغوں میں اس طرح یہ بات گھول گھول کر ڈال دو، اس طرح ان کو پلا دو یہ بات کہ واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرانے کے مستحق ہو جائیں اور ڈرانے کی اہلیت حاصل کرلیں کیونکہ جاتے ہی ان کے سپرد نذیر کا کام کر دیا گیا ہے۔ اب دیکھیں درمیان میں اور کوئی مضمون نہیں۔ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ صداقت کو اتنا واضح طور پر دیکھ لیں ایسا یقینی طور پر سمجھ لیں کہ پھر کوئی چیز ان کو صداقت سے ہٹا نہ سکے بلکہ اس مرتبے کو حاصل کر لیں جو استادوں کا مرتبہ ہے اور وہ جا کر اپنی قوم کو ڈرائیں اور بتائیں کہ ہم وہ جگہ وہ نور دیکھ آئے ہیں جس کے بغیر ہر طرف اندھیرا ہے اگر اسی حالت میں تم پڑے رہے تو تم اندھیروں میں بھٹکتے ہوئے جانیں دے دو گے۔ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ تا کہ ان کی قوم خوف کرے کچھ خدا خوفی سے کام لے کچھ اپنے حال پر ڈرے اور اس طرح وہ ہدایت پا جائے۔

تو دیکھیں تبلیغ اور تربیت کو خدا تعالیٰ نے کس طرح حکمت کے ساتھ ایسے رشتوں میں باندھ دیا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتے۔ بشارت انذار بن گئی ہے۔ انذار بشارت ہوگئی ہے۔ ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے ہیں۔ پس آپ جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق بخشی ہے اب مزید انتظار کئے بغیر ان کی تربیت کا ایسا انتظام کریں کہ صرف ان کو نماز پڑھنا نہیں سکھانا، روزمرہ کے مسائل نہیں بتانے بلکہ تفقه في الدين یہاں بیان فرمایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تفقہ کے ساتھ پھر باقی چیزیں از خود پیدا ہو جاتی ہیں، اگر تفقه في الدين ہو تو انسان کے اندر

ایک بے حد تڑپ پیدا ہو جاتی ہے، ایک بے قرار تمنا اس کے دل سے اٹھتی ہے کہ ایسے پیارے دین کو میں کیوں نہ سیکھوں، کیوں اس میں مزید ترقی نہ کروں، کیوں نہ ان حکمت کی باتوں پر عمل پیرا ہو جاؤں۔ پس عمل کا ایک گہرا تعلق عقیدے کے یقین سے ہے اور عقیدے کے یقین کا گہرا تعلق گہری فہم سے ہے۔ جو عقیدہ گہری فہم کے بغیر ہو اس کا نام چاہے آپ یقین رکھتے پھریں وہ یقین نہیں ہے وہ ایک تصور کا خیال ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ جو گہرا فہم ہو جائے، اچھی طرح بات سمجھ لیں اس سے یقین پیدا ہوتا ہے اور جب یقین پیدا ہوتا ہے تو پھر ایسے شخص کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ وہ لازماً اس کے فوائد سے بھی آگاہ ہو جاتا ہے۔ اس کے انکار کے نقصانات سے بھی آگاہ ہو جاتا ہے۔ فوائد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نقصانات سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

پس جماعت احمدیہ اس دور میں داخل ہوتے ہوتے اب وہاں پہنچ گئی ہے کہ یوں لگتا ہے اس آیت کی سرزمین کے مرکز میں ہم جا پہنچے ہیں اس آیت کے مضمون نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر لیا ہے اب کسی مزید التواء کا موقع نہیں رہا، کسی تاخیر کا ہمیں حق نہیں رہا۔ لازم ہے کہ معاً اس آیت کے مضمون کا تفقہ کر کے اس کو تفصیل کے ساتھ سمجھنے کے بعد اس کے مطابق وہ تربیت گاہیں قائم کریں جہاں ہر ملک میں اور اگر ایک ملک میں ضرورت ہو تو ایک جگہ سے زائد تفقہ کے مراکز قائم ہوں۔ اس میں نئے آنے والوں کو بلایا جائے اور باری باری مختلف گروہ آتے جائیں اور سبق سیکھ کر واپس چلتے چلے جائیں اور یہ جو تربیتی کلاس ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ اب سارا سال کی ہو گی۔ اب یہ اعلان نہیں ہوگا کہ آج کشمیر میں ہو رہی ہے۔ آج افغانستان میں ہو رہی ہے۔ آج پاکستان میں ہو رہی ہے۔ پھر تو ساری دنیا کی کلاسوں کے متعلق مستقل دعا کرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ انگلستان کی کلاسوں کو بھی کامیاب فرمائے اور جرمنی کی کلاسوں کو بھی اور سویڈن اور ڈنمارک کی بھی اور افریقہ میں سیرالیون کی کلاسوں کو بھی اور گھانا کی کلاسوں کو بھی، نائجیریا کو بھی۔ کتنے نام ہر جمعہ میں لے سکتا ہوں ایک سو بیالیس تک تو پہنچ چکے ہیں اور ان کے اندر بھی بے شمار کلاسیں ہوں گی تو یہ کلاسیں لگائیں اور مستقل جماعت ان کلاسوں کے لئے دعا کرے اور ان کے لئے کوشش کرے۔

اس کے لئے چونکہ ہمارے پاس ابھی وہ فوج تیار نہیں ہوئی جس کا نام وقف نو کی فوج ہے اس لئے ضروری ہوگا کہ عارضی طور پر صاحب علم اپنے آپ کو وقف کریں اور صاحب علم خواتین اپنے

آپ کو وقف کریں اور ہر جگہ عورتوں کے لئے بھی مراکز ہوں اور مردوں کے لئے بھی اور ان کی تربیت اس جذبے سے کی جائے کہ ایک بات اتنی اچھی طرح سے سمجھ جائیں کہ پھر ناممکن ہو دشمن کے لئے کہ اس پر حملہ کر سکے اور پھر وہ اس بات کو لے کر نکل کھڑے ہوں ہر جگہ پھیلاتے چلے جائیں۔ تو اس طرح آپ کے آئندہ آنے والے تربیت کے علاوہ تبلیغی تقاضے بھی پورے ہوں گے، کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم سے سلوک فرمایا ہے ایک کو دو اور دو کو چار اور چار کو آٹھ کرتا چلا گیا ہے۔ اب یہ دور اگر جاری رکھنے کی دل میں تمنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے رخ کے مطابق چلنا شروع کریں اور یہ خدا کی تقدیر کا رخ ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اس رخ پر چلیں گے تو خدا کی تقدیر ہمیشہ آپ کے حق میں عجائب کام دکھائے گی، ناممکن باتیں آپ اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھیں گے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اب تک جو آپ دیکھ چکے ہیں اس کے بعد آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ ان عجائب کا انکار کرسکیں۔ حیرت انگیز اعجاز خدا نے دکھائے ہیں آپ اب گواہ بن چکے ہیں۔

پس ان باتوں پر عمل کریں جو قرآن کی روشنی میں قرآن کی تعلیم کے مطابق میں آپ کو سمجھاتا ہوں اور دیکھیں اگلے سال کے لئے کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے عجائب آپ کیلئے، لئے بیٹھا ہے اور عجیب کام آپ کے لئے کر دکھائے گا۔ **پس اب ہم دنیا کے سامنے ایک چیلنج بن چکے ہیں۔ دنیا سمجھتی ہے کہ اتفاقی واقعات ہیں یہ حادثات کے نتائج ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ تقدیر الٰہی ہے جو جماعت احمدیہ کو ایک نئے دور میں داخل کر چکی ہے۔ اس کے ہر سال کا موڑ پہلے سے بڑھ کر شاندار آئے گا اور یہ تقدیر ہے جو میں دیکھ چکا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آئندہ اسی طرح جاری ہوتی چلی جائے گی۔** پس اس سفر کی تیاری اس شان سے کریں کہ ہر موڑ پر آپ کو خدا کے نئے کرشمے، نئے جلوے دکھائی دیں اور ایسے جلوے ہوں جو دنیا کی آنکھوں کو چندھیا دیں مگر وہ انکار نہ کرسکیں اور یہ وہ طریق ہے جو قرآن سے سیکھ کر میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً مومنوں کے لئے یہ تو ممکن نہیں ہے کہ وہ سارے کے سارے اکٹھے جہاد میں مصروف ہو جائیں۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ پس ایسا کیوں نہیں کہ ان میں سے ہر گروہ میں سے ایک چھوٹا گروہ نکلے، ایک جماعت نکلے لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ تا کہ وہ دین سیکھے۔ اب نکلے، گھروں سے نکلے مراد ہے کسی جگہ جانا ہے جہاں

دین سکھایا جاتا ہے ان جگہوں کے نام نہیں لئے۔ مدینہ نہ کہنے کی ایک یہ بھی حکمت ہے کہ اسلام نے تو پھیلنا تھا ہر شخص کے لئے ممکن ہی نہ رہتا کہ وہ مدینے پہنچ سکے اور اگر آنحضرت ﷺ کا وصال ہو جانا تھا جیسا کہ ہونا تھا یہ بھی ممکن تھا کہ مدینہ میں وہ ایسے پاکباز، مصلح، دین سکھانے والے باقی نہ رہیں اور قوم کی حالت بگڑ چکی ہو تو ان سارے احتمالات کا جواب اس ایک آیت نے دے دیا۔ اس کو کہتے ہیں فصاحت و بلاغت۔ جہاں بظاہر کوئی سقم دکھائی دیتا ہے اس کو غور سے ٹھہر کے دیکھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ وہ سقم نہیں ہے بلکہ عظیم روشنیوں کی طرف کھلنے والی ایک کھڑکی تھی۔

پس اس آیت کو اس زمانے پر چسپاں کر کے دیکھیں تو آپ کو سمجھ آ جائے گی کہ کیوں مدینے کا ذکر نہیں کیا گیا کیوں حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف جسمانی طور پر آنے کا ذکر نہیں فرمایا۔ ایک کھلی کھلی بات فرما دی گئی ہے جس کے سارے گوشے کھلے رکھ دئے تا کہ ہر زمانے کی ضرورت پر پوری طرح اس کا اطلاق ہو سکے۔ نکلیں، کدھر کو نکلیں، کہاں جائیں کچھ بیان نہیں فرمایا۔ فرمایا کوئی جگہ ایسی ضرور ہونی چاہئے جہاں ان کی تربیت کا انتظام ہو اور یہ مومنوں کی جماعت کا اجتماعی فرض بیان فرما دیا گیا۔ جہاں جہاں ممکن ہے ان کے مراکز قائم کر دو۔ لیکن یہ تمہارے لئے ممکن نہیں رہے گا یہ بھی ایک عجیب پیشگوئی ہے کہ جہاں جہاں بیعتیں ہو رہی ہیں وہاں وہاں پہنچ کر ان کی تربیت کر سکو۔ ان پر ذمہ داری ڈالو، ان کے نمائندے آئیں، وہ سیکھیں، واپس جا کر اپنوں کو سکھائیں اور خصوصیت سے غیروں کو انذار کے ساتھ اس ہدایت اور پناہ گاہ کی طرف بلائیں۔ یہ مضمون ہے جو جتنا آپ غور کرتے ہیں اور کھل کر، نتھر کر جیسے پھول کھلتا ہے اس طرح کھل کر ہمارے سامنے بہت خوبصورتی کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہے۔

پس تمام دنیا کی جماعتیں اس مضمون کی روشنی میں ایسی جگہوں پہ مراکز قائم کریں جہاں اردگرد کے علاقے کے لوگوں کے لئے آنا ممکن ہو اور ایسا نظام جاری کریں کہ سارا سال یہ سلسلہ جاری رہے، چلتا رہے۔ ان کے لئے وہاں رہائش کا انتظام بھی دیکھنا ہوگا اور ادلنے بدلنے کا نظام جاری کرنا پڑے گا۔ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ جب تک کوئی سمجھ نہ جائے اس وقت تک اس کو ٹھہرائے رکھنا ہے اور بہت زیادہ مکینیکل نہ بنائیں کلاسز کو۔ یہاں مدت بھی بیان نہیں فرمائی گئی۔ لِّيَتَفَقَّهُوْا یہ شرط رکھ دی۔ بعض لوگ ذرا ٹھہر کے سمجھتے ہیں بعض جلدی سمجھ جاتے ہیں۔ جو ذرا ٹھہر کے سمجھتے ہیں ان کو روکنا

چاہئے کہ ابھی تم اس لائق نہیں ہوئے جیسے پہلے سال کوئی فیل ہو جائے تو اس کا ایک سال اور بڑھا دیا جاتا ہے تو اس قسم کا سالوں کا معاملہ تو نہیں۔ مگر نظر رکھنے والے موجود رہنے چاہئیں۔ جب ایک شخص کے متعلق جانتے ہیں کہ اس میں بشاشت پیدا ہو رہی ہے اس کے اندر ولولہ پیدا ہو گیا ہے، بات کو سمجھ چکا ہے تو کہیں اچھا بھئی السلام علیکم، رخصت ہو تم اب اس کام میں مصروف ہو جاؤ جس کے لئے خدا کے ارشاد کے تابع ہم نے تمہیں تیار کیا تھا۔ اپنی قوم میں لوٹو اور انذار شروع کر دو۔

اس طرح آپ کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ خدا کے فضل سے کس طرح جماعت کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور کس تیزی سے جماعت روز افزوں ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ ہر آنے والا، آنے والے دور کے لئے خود تیاری کر رہا ہوگا اور آپ کا مددگار ہو جائے گا اور آپ کو نئے لوگوں کو تبلیغ کرنے کے لئے، نئی قوموں کو تبلیغ کرنے کے لئے، نئے ملکوں کو تبلیغ کرنے کے لئے خالی چھوڑ دے گا۔ اپنی قوموں کو تو ہم اب سنبھالتے ہیں۔ ہماری فکر آپ نے جو کرنی تھی کر لی اب ہم پر چھوڑ دیں۔ خدا نے جب ہم پر اعتماد فرمایا ہے ہمیں بات کا اہل قرار دیا ہے کہ خود سمجھنے کے بعد اپنی قوم کا انذار کریں گے تو پھر ہمیں کرنے دیں۔ ہماری فکر نہ کریں۔ آپ جائیں دوسرے ملکوں کو تلاش کریں۔ ایک سو بیالیس ان کے پاس چھوڑ دیں۔ نئے ایک سو بیالیس ڈھونڈیں نئی قوموں کی طرف نکلیں نئے شہروں کی طرف رجوع کریں اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب یہ سلسلے، یہ پھیلنے والے سلسلے وہ بن کر ابھرنے والے ہیں کہ تمام دنیا کی مولوی کی طاقت بھی اس راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔

**میں خدائے واحد و یگانہ کی قسم کھا کر آپ کو بتاتا ہوں کہ اب ایسے دور آنے والے ہیں کہ مولوی تھر تھر کانپیں گے اور نامراد ہو کر دیکھتے رہیں گے اور کچھ کر نہیں سکیں گے۔ آپ نے آگے بڑھنا ہے اور بڑھتے چلے جانا ہے یہاں تک کہ آپ کے قدموں کی دھمک اگلی صدی میں سنائی دے جائے گی۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ حامی و ناصر ہو۔ حوصلے اور یقین کے ساتھ اس سفر کو جاری رکھیں، قرآن کی بتائی ہوئی ہدایتوں کے مطابق آپ چلیں گے تو یہ نسخے ایسے ہیں جو کبھی ناکام نہیں ہو سکتے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔**